

1771





بقلم مولانا ابوبکر بنوری (اورنگ آباد) صاحب نثر و شاعری

# نگار خانہ مضبوط

مؤلف

اسرار منشی محمد عیسیٰ و نشاہ خان فریدی

رامپوری

اسرار منشی ایس ایب علی بیگم اخبار نیر غلام مراد آباد

منشی محمد علی عظیمی  
مکتبہ امجد موسومہ العظمیٰ آباد

۱۸۹۵  
اپریل

جلد ۲۰۰ نمبر ۱۹۵

اول مرتبہ ۱۰۰۰ جلد

قیمت جلد ۲۰۰

کتاب

زیا و او خطا و مولوی عبدالحامید

نہ کہیں ہی کوئی ہتھینہ اچھی طرح ہوتی ہے

تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۱۰۰

شیخ عمر بن عثمان بن عبد بن

وہی ہے جس نے ان کو ان کی زبان سے کہا

عصمتیہ اسلامیہ اکیڈمی بنارس

صرفہ روم جس سلطان محمد جامی والی ترکے

کتابخانه عمومی

قبول گھلایاں شکر ہے اذکرہ

ایستاد (مترجمان: بناموں قابل دیدہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين

افسوس کے حالات اور محمد علی

۲ اسکالٹی کی کہ بہ حالات

سوانح عمری شہر عیار مراد بہ فانی بہرہ

خداوند یونان: میباید لطیف واقعات کاغذ

۱۔ اگر کسی کو یہ معلوم ہو کہ اس کی بیوی نے

سوانح شمیری از دانشی بالی جونی - ایک ہنو

مارواڑی عورت کی وجہ سے لکھنؤ

۱۲

ماہنامہ قاضی فیضی

بیاری بیس لاچوسین: ہادیس کی تحفہ

انور علی نقوی

۵

07-000000

الحمد لله رب العالمين

تاریخ: ۱۳۹۵/۰۵/۰۵

باسمہ تعالیٰ

مجلس شورای ملی

قلمی پاکستان

۱۔ کتاب اللہ کا حق کا سوا حصہ

ستان اتم کمراؤں کا

نہایت لطیفاتِ علمیہ اور تہمت

مجموعہ علمی و ادبی مضامین

شیرین و ناز و صفا و ناز و محبت و مازنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



کیا دلوں میں دلی راز ہو  
 نہ کہ کسی کی تائید یا نفی ہو  
 یہ کلام ہستی میں ہو  
 سوئے عمری بستان میں ہو  
 اور زمانہ کو نہ کہ زمانہ کا راز ہو  
 عصمتی بارسا کا حقہ بادل ہو  
 عرفہ و روضہ میں ہو  
 ایک بزم میں ہو نہ کہ کلام ہو

عبدالحمید علی خان غفر سے لے کر ایک کونٹے  
 سے لے کر جوڑا نعل تک  
 تار کا لٹ میری ہاتھ میں  
 گھنٹی کی گھنٹی کا گونگنا  
 حکمرانوں کے مانت اور غیر مانت  
 دیکھنے کے لیے مالان

سوانح امیری افغانستان سرحد و داخل  
 امارات و ایالت و سرحد و داخل  
 و کابل و پراکنده و کابل  
 و کابل و پراکنده و کابل

[illegible]

دیوان گلزار دلخ و معشوقی پنهان  
فریاد دلخ و معشوقی کاشف پنهان  
شوقی جانستان محبت کمال  
کے دیوان ہی میں کاشف  
دلستان ایضاً کاشف  
کائنات طبع طبعی  
عزیز طبعی کائنات  
طبعی کائنات  
طبعی کائنات



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حم

سرتاج روح نام ہے رب کی کم چوٹی عروس جاں کی ہے دنیا الیم

نعت

دو دنوں جہاں میں ہے تجھ پر عطر کونین میں ہے ننگ فقط ایک چپکا  
مجھے دست خباںل تھا کہ شیخ حسین ابن منصور حلاج کے حالات ایک رسالے  
میں صبح کروں۔ جب اس خباںل کی تکمیل کی غرض سے آریخی ذخیرے پر نظر آئی  
تو معلوم ہوا کہ اختلاف آرا کے سبب سے اصل معاملہ کی جانچ نہایت دشوار ہے  
مکن تھا کہ ابن منصور کے زمانے سے قریب کے معتبر مؤرخین کی روایات اختیار  
کر کے اصول و روایت سے کام لیا جاتا اور اس طرح ایک مسلسل قصہ مرتب ہو جاتا  
مگر اس میں خوف تھا کہ خوش غیبہ گروہ جو بیشتر بعید الفہم روایات کی



بعد رب نے اعتراف لیا کہ مردوں کو زندہ کرنے کے سبب سے ہیں ابن مسعود  
کی خدائی کا یقین ہے۔

مگر جب خود ابن مسعود سے سوال کیا گیا تو انھوں نے صاف لفظوں میں کہا: <sup>باللہ</sup>  
جو کچھ حوالی کا دعویٰ ہو۔ میں نماز گزار اور روزہ دار ہوں۔ عبودیت کے اقرار  
پر فائز ہوں۔ بجز اعمال خیر کے میں اور کچھ نہیں جانتا۔

وزیر نے علماء اور نقباء کو جمع کر کے ابن مسعود کے قتل کا فتوے کھینچنے کی ڈھکائی  
کی جسکے جواب میں علماء نے بالاتفاق کہا کہ جہنم بہشت کا جرم موجب قتل ثابت نہ  
ہم فتویٰ دینے میں معذور ہیں۔

ابن مسعود کا جواب تھا میں وزیر کو کلمہ دینی کہ جہنم بہشت کا جرم موجب قتل  
کیا جانے لگم دیا کہ علی بن عیسیٰ (جو عامہ سے قبل دربار خلافت میں وزیر بھی رہ چکے تھے)  
ابن مسعود سے مناظرہ کریں۔

علی بن عیسیٰ نے ابن مسعود کو قید خانے سے طلب کر کے  
گفتگو کرتے ہوئے اتنا لفظوں میں انکی زبان سے کوئی سخت کلام نہ نکلا جسکے جواب میں  
ابن مسعود نے کہا: اگر اس سے زیادہ آگے بڑھے تو میں ابھی زمین کو پاؤں سے  
استارہ کروں کہ بونم کو حشف کر لے گی۔

علی بن عیسیٰ یہ کلام سننے ہی سمجھ گئے اور وزیر کے پاس جا کر مناظرے  
سے انکار کر دیا۔

ایکے بعد وزیر نے ایک نوجوان عورت کو طلب کیا جو ابن مسعود کی متفقہ تھی  
اور ابن مسعود نے اپنے بیٹے کے ساتھ اسکی منگنی بھی کر دی تھی۔

عورت نے شہادت میں ابن منصور کے بعض خرق عادات نقل کر کے بیان کیا کہ ایک دن انکی بیٹی نے مجھے کہا کہ میرے باپ کے سامنے جسدہ کرد و غیر کہا جسدہ تو سوائے خدا کے دوسرے کو جائز نہیں ہے۔ اس پر منصور نے کہا یہ ٹھیک ہی گر زمین کا خدا علمدہ ہے اور آسمان کا خدا علمدہ۔  
 علما نے صرف ایک عورت کی شہادت قبول نہیں کی۔ فتویٰ لکھنے سے انکار کیا۔

ان واقعات کے بعد ایک عجیب امر اسنے قتل کا باعث ہوا۔  
 کاغذ کا ایک پرچہ خدوان منصور کے ہاتھ کا لکھا ہوا دزیر کے ہاتھ آیا جس میں لکھا تھا "جس شخص کو حج کی آرزو ہو اور موافقات کے سبب سے مکے نہ جاسکے تو اسکو چاہیے کہ اپنے گھر کو ہر طرہ کی نجاست پاک کر کے وہاں کسی کو جانے نہ دے جب حج کا زمانہ آئے تو اس میں ایک مریض بنا کر اسکے گرد طواف کرے اور حج کے جتنے مناسک ہیں اسی میں ادا کرے۔ ایک شب میں چند یتیم لڑکوں کو اچھے کپڑے پہنا کر نفیس کھانا کھلائے اور ہر یتیم کی خدمت اپنے ہاتھ سے ادا کرے۔ پھر ہر یتیم کو اچھا کرتہ اور سات یا تین درہم دیکر رخصت کرے تو اسکا یہ عمل حج کے قائم مقام ہوگا۔"

دزیر نے علما اور فقہاء کے مجمع میں کاغذ پیش کیا جسکو میکبر قاضی ابو عمر نے ابن منصور سے دریافت کیا "تم نے کس کتاب کی روایت سے یہ سچ لکھی ہے؟"

اسے مریع سے غائب دیوار کا احاطہ مراد ہے ۱۵ ہندوستان کے آج کل کے حساب سے سات درہم کے پونے دو روپے جیسے۔

تاکہ کسی ایک طرف سے شہنشاہی نہ ہو۔ اور نہ کسی ایک طرف سے۔  
نہیں۔

[illegible][illegible]



بہت کچھ لکھا ہے۔ اس گروہ عالیشان کے بعض مشاہیر اُنکے علوم و تہمتے کے  
فائل میں ہیں اور اُنکے کلمات خلاف شریعت کی خوبصورت تاویلیں کی ہیں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں ۵

چوں قلم در دست خدا ہے ہوا  
لاجرم منصور بردار سے بود

خواجہ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں ۵

گفت آں یار کو گشت مراد ہند  
جرم آں بود کہ اسرار ہویا میکرد

شیخ ابوجی الدین بن العلیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تاریخ موسوم بہ مسامرہ  
میں اس تہمت کو محقق طے پر صرف اندر لکھا ہے کہ سنیہ میں ابن منصور گرتہ  
ہوا اور چودہ سال کے بعد بقیعہ سنیہ میں اُسکے ہاتھ اور سر کاٹ کر  
جلاد دی گئی۔

افطار انھوں نے رافقت یا مخالفت کچھ نہیں کی مگر انکی طرز تحریر اسپردالت کرتی  
کرتے زینب ابن منصور کے حرکات اچھے نہ تھے اور اگرچہ عبارت عربی میں  
ضمار ضرورت ہے بے تعلیمی نہیں بھٹتی۔ لیکن جسکی زیادہ تعظیم و تہنیت ہوتی ہے  
تو ضمار جمع بھی نہیں واحد کے واسطے متعل موقوف ہیں۔ وہ متعل نہیں ہوئے  
اسکے علاوہ شیخ اکبرؒ کی تحریرات میں جہاں اولیا اللہ علما اور فقہا کا نام آتا ہے تو  
وہ سینہ و جانبہ مثل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے ضرور لکھتے ہیں۔ حلاج کے نام کے  
بعد وہ بھی نہیں لکھا۔

یا فاضل نے مراۃ الجہان میں اس واقعے کے متعلق سنیہ کے بعض واقعات  
لکھا ہے۔ سنیہ میں حسین بن منصور رحلتہم کا قصہ واقع ہوا۔

ابن منصور کی ولادت شہر بیضا واقع ملک فارس میں ہوئی۔ نشوونما و اسط  
اور عراق میں بانی سہل بن عبد اللہ تشری۔ ابو القاسم جنید بغدادی  
اور ابو حاتم بن نویری جیسے با صفا بزرگوں کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔

متقدمین نے اُنکے باب میں بہت اختلاف کیا۔ بعض اُنکی تعظیم میں بہ اللہ  
کرتے ہیں اور بعض کو تحفیر میں اسرار ہے بعض اُنکے باب میں ساکت ہیں و بعض  
نے اُنکی طرف سے عذر کر لے جو مفوات اُنسے صادر ہوئے ہیں انہی تالیفیں  
و ہیں منجہ اُنکے غوث اعظم قطب عالم سیدنا حضرت شیخ  
عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔ شیخ کبیر عارف باللہ امام القاسم  
لسان الحقیقت حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبندی اور ابو حامد غزالی  
المقام مجتہد الاسلام ابو حامد غزالی نیز دہشت بزرگوں۔

منجملہ اُنکے جو ابن منصور کے کمال کے قائل ہیں۔ امام ابو حامد غزالی  
ساکین سے خارج نہیں کرتے بلکہ محققین میں شمار کرتے ہیں۔

امہ دوم شیخ حضرت ابو العباس بن عاصم حضرت شیخ ابو القاسم  
نفیر آبادی اور حضرت شیخ ابو عبد اللہ بن حنفیہ ہیں بلا منت  
شیخ عبد اللہ کا یہ قول ہے کہ حسین بن منصور غافلہ بانی تھے۔

پیر دستگیر سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ  
کا کلام جسکو شیخ ابو القاسم عمر زبیر نے حلاج کے مناقب میں نقل کیا یہ ہے  
کہ نفیرش کی حسین حلاج نے۔ اُنکے زمانے میں کوئی ایسا نہ تھا جو انکو ہاتھ پیرنگ  
نفیرش سے بچاتا۔ اگر ایک اُنکے زمانے میں ہوتا تو اُنکا ہاتھ پیرنگ مال و گھر لے

نہ پاتے اور میں اپنے اصحابِ مریدین اور محبین سے ہر شخص کو قیامت تک  
نعرش سے بچانے والا ہوں۔

اور منجملہ کلام حضرت غوثِ اعظمؒ کے مناقب ابنِ حلاج میں یہ ہے: بعض  
عارفین کا طائر عقل اپنے اشیائے سے اڑا۔ کیونکہ اسکو اپنی صورت چھپتی  
تھی۔ اور وہ آسمان پر ہشتوں کی سفیں بھاڑتا موانچھنچا وہ قورخانہ بادشاہ کا  
کا ایک باز تھا جسکی آنکھیں ڈو۔ سے سے سی ہوئی تھیں

خلق الا نسان ضعیفا۔ پیدائیاں ہی ہے نسان کمزور  
اُسے آسمان پر کوئی نہ تھا۔ نہ پایا یا مانگ کہ اُسپر دانش  
سر ایت ربی ۱۰ بیانے پنے بعد دگار کو

کی خاطر ہوئی اور وہ اپنے مطلوب کے اس کلام پر زیادہ تر متحیر ہوا۔

اینما تو لو فتم وجهہ اللہ ۱۱ ج طرف تیرہ وہی طرف اللہ کا منہ ہے  
۔ اتر آیا وہ زمین کے خطے برہنے اشیائے میں اور یہاں ایک محال کلام  
ہوا۔ یعنی دریائی گہری میں آگ دھوٹہ بنے لگا۔ اور عقل کی آنکھ کو جب پھیرا تو نشان  
کے سوا کچھ نہ دیکھا۔ فکر کی تودہ نوں جہان میں اپنے معشوق کے سوا کچھ نہ پایا۔  
بچہ خوش ہو کر نشیلے دل کی زبان نے اُس گٹ کری سے جو بشر کی گٹ کری  
نہ تھی انا محق راگ گایا اور ابیس کی رستی بجالی۔ تب آدم نے اپنی آواز سے  
وہ راگ گایا جو اُسکو اپنے بہید میں حقیقت نوروں سے بچھنچا تھا اور کہا اور حلاج تو  
یہ سمجھتا تھا کہ تیری قوت تجھ سے ہے۔ اب اس انسانیت کے بھیس میں جتنے لوگوں  
لے قور بواۃ مجملی ترکی میں رہے اور تہیار کر گئے ہیں۔ اور قورخانہ سلم خانے کو۔

علی العموم وحدانیت پائی ہے۔ تو بھی یہ نیابت جمیع عارفین کے اُسی وحدانیت پر قائم رہو۔ آگے نہ بڑھو اور کہو کہ اے محمدؐ تو حقیقت کا سلطان ہے اور تو انسان عین وجود کامل ہے۔ تیرے آستانہ باب معرفت پر عارفین کی گزریں جسکی مہر میرا تیرے جلال کے بخار میں کل مخلوقات کی پیشانیوں کی گہنتی میں ہے۔

بجملہ حضرت غوث الاعظم کے کلام کے جو ابن حلقج کے باب میں ہیں یہ۔ نہ کہ ایک شخص عارفین میں سے اناحق کے پروں سے افق دعویٰ پر اڑا اور نہ کہ کا باغ حسین کے شیش و انیس سے خالی پایا۔ دین اسلام کے خلاف جنہی لغت سے تشریحی بجائی۔ اُسپر مکمل

اق الله لغنى عن اعالين

سے عقاب بادشاہ کا ظاہر ہوا اور چمڑے میں تیرے

کل نفس خالقة الموت

کا کڑ دیا اور سلیمان زماں کی شرع نے اُس سے کہا تو جنہی اس سے کہہ دیا تو نے اُس گت کر دی سے کیوں کا یا جس سے سالکین راہ میں نہم۔

غیریت قدم کی راہ سے وجود کے پنجے میں داخل ہو جا۔ یہ اپنے سے طرف آ۔ اور زبان سے حب الواحد افراد واحد کا اقرار کرنا کہ تاکہ باب دعاوی تیرا اور اسنیں اسو سے کہ نمل مناط غلظان قی و قضا و مخالف خدمت شرع کی ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کتاب عوارض ائمتہ میں فرمانے ہیں اے اور جو قول ابی یزید کا حکایت کیا گیا ہے یہ بھی آئی۔



حاشا کہ کوئی شخص بجز اسکے اعتقاد کرے کہ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ عز اسمہ کو  
قول کی نقل کی تھی اور اسطرح انسان کو سزاوار ہے کہ حلاج کے قول انا الحق  
کا اعتقاد کرے۔

امام حجتہ الاسلام ابی حامد غزالی فرماتے ہیں: مینے اپنی  
کتاب مشکوٰۃ الانوار میں ایک طویل فصل میں اُن الفاظ کا عذر کیا ہے جو حلاج  
سے انا الحق اور ما فی الجنۃ الا للہ وغیرہ کے مثل صادر ہوئے تھے۔  
میں کہتا ہوں یا بھی نے ابن خلکان کا بہت طویل کلام علی اہم صوفیہ کی  
شہادت کی تاویل کے باب میں کہا ہے اور اسی باب میں کلام عارف باللہ سید  
جلیل ابن شمس قدس سرہ کا نقل کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ کلمات خلا  
شہادت تکرار در بیہوشی کی حالت میں اُسے صادر ہوئے۔

میر خود یا بھی لکھتے ہیں کہ بعض عارفین پر جب اسطرح کی واردات ہوتی تھی تو  
حقیر واکہ مباہلہ اس قسم کے شہادت زبان سے نہیں اُس وقت کے مذہب  
نے کے واسطے بازار میں چھپے جاتے تھے تاکہ حقوق کے مختلف امتداد میں  
واردات نہ ہو جائے۔ بعض اپنی ممکنہ حد سے محبت کرتے تھے اور بعض چھپتے  
ہوئے۔ لیکن بعد ولعب میں مشغول ہو جاتے تھے۔

اسکے بعد یا بھی نے حلاج کے بعض کلمات نقل کیے ہیں۔

میں نے اس میں جو کچھ شہادتیں ان کلمات کہیں ہیں جو ظاہر میں (مجبوراً) اور اسطرح  
نہ کہ شہادتیں وہ بھی ہیں کہ سنی اور ذوق کی بے اختیاری میں بعض و بعض کی زبان سے نکلے ہیں۔ لیکن  
میں نے انہیں ان کے اصل میں لکھے ہیں۔ لیکن فی جنتی سوا اللہ کہا اور شیخ بیرہ نے بھی ان کے  
مذہب کے علماء نے ان کلمات خلاف شرع کو ذکر کرتے ہیں۔ (امام غزالی)



کے فتوے کو یا فاضل سے بنا پر مسیح نہیں مانتے۔ جنیدؒ نے ۲۹۸ھ میں  
ملک کے لئے کیا و سال پیشتر تھا کہ ہے اور ابن داؤد نے بارہا  
پیشتر۔

مگر میرا خیال ہے کہ اگر علاج کے سطحیات کن، دونوں  
دونوں جہات میں تہمت پائیے ہیں تو موسلتا ہے کہ انہوں نے بھی فتویٰ  
تسلیم بابت اپنی رائے ظاہر کی ہو۔

پیشتر خواجہ محمد یا سا کو حوالے سے کہتا ہے کہ شیخ جنیدؒ نے ابن منصور  
سے اسی سال قضا کی ہے اور یہاں یا فاضل کی روایت بارہ سال بہت  
موسلتا ہے۔ بہر حال اسے اتفاق ہے کہ شیخ جنیدؒ نے ابن منصور سے یہ  
اتفاق کیا ہے۔

یا فاضل لکھتے ہیں کہ حامد بن عباس مقتدر باندہ کے وزیر کی مجلس  
ابو عمر نے علاج کے قتل کا نہی لکھا اور جتنے علما و فقہا وہاں  
ہوئے۔ اتفاق کیا۔

ابن فتوے لکھنے میں مشغول تھے اور ادھ ابن منصور بار بار یہی کہتی  
یہ قتل کی طرح حلال نہیں ہے۔ یہ اہل سنت کے مذہب پر مبنی۔  
آج خلفائے راشدین اور عقبہ عشرہ مشرکہ کو فضل جانتا ہوں۔  
یہ سنت کی بہت سی کتابیں تفسیف کی ہیں جو کتب فروشوں کے پاس ہر فرد  
میں فاللہ اللہ فی دمی۔ مگر انکے کہنے پر کسی نے توجہ نہیں کی۔ جب فتوے  
تیار ہوئے تو ابن منصور بچہ قید خانے بھیج دیے گئے۔

وزیر نے فتویٰ مقتدہ بامد کے حضور میں پیش کر کے محمد  
 عرض کی مقتدہ نے جواب دیا کہ جب فقہانے قتل کا فتویٰ دیا ہے، بن  
 کو کو تو ال کے سپرد کرو۔ اور حکم دو کہ اول اُنکے سزا کو ٹے مائے  
 مرجائیں تو خیر نہیں ہزار کوڑے اور مائے جائیں اگر سپر ہی نہ کریں  
 کاٹی جائے۔

وزیر نے کو تو ال کو مقتدہ کے حکم سے مطلع کیا اور اپنی مرضی سے  
 کوڑے مارنے کے بعد اول ہتھکڑیاؤں کاٹے جائیں۔ پھر گھر سے اور  
 جسم جلا کر خاکستر دیا میں پھینک دیا جاوے۔ یاد رکھو اگر جلد نہ لیں  
 واسطے دجلے اور فرات میں نہ ناپا جائے ہی بہادوں کا تو سہ گز انعامات کیا  
 حکمران پوری تمہیل کیجاں تا بل نہو۔

سہ ماہ میں جبکہ ذاکر کے سات روز باقی تھے شنبہ کی صبح ابن منصور  
 لوق وزنجیر میں جکڑے۔ بیڑیاں پھنے بآب الطاق میں پھنچا گئے  
 مخلوق کا ہجوم تھا۔ جلا دے کوڑے مارنے شروع کیے۔ چہرہ کو کوڑے  
 بعد انھوں نے کو تو ال سے کہا کہ خلیفہ کو میری ایک نصیحت چنچا دے  
 جو قسطنطنیہ کی فتح کے برابر ہے۔

کو تو ال نے کہا کہ پہلے ہی سن چکا ہوں کہ آپ یہ کہیں گے کہ عذاب  
 تخفیف میرے اختیار میں نہیں ہے۔ جب کوڑے پورے ہو چکے ہوں  
 پانواو سرکا ناگیا۔ باقی جسم کو آگ میں جلا کر رکھ دجلے میں بہا دی۔  
 کہتے ہیں ابن منصور کے مقتدین منتظر تھے کہ جالیس کے بعد ابن منصور

اور خواہ مخواہ خلافت و حکومت کو اپنی طرف سے بدگمان کر دیا۔

انسان کا جلی خاصہ ہے کہ جب دو قوی و ضعیف مد مقابل ہوتے ہیں تو قوی چاہے  
کیسا ہی حق پر ہو اور ضعیف باطل پر گر کر علیٰ عموم مخلوق ضعیف کی خیر طلب اور قوی سے  
مخالف ہو جاتی ہے۔ وہی معاملہ یہاں پیش آیا۔

اب ہم دوسری تاریخوں سے وہ حالات نقل کرتے ہیں جن میں مرقومہ بالا واقعات  
کی جھلک تو نظر آتی ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ مومنین کے باہمی اختلاف نے یہ کد  
اور صاف واقعات کو ہر افقت و مخالفت کا لباس پہنا کر کف در پیچیدہ کر دیا ہے  
کہ جس سے اصلی واقعات کی صورت گم ہوئی جاتی ہے اور قسیدہ منج موسخ کو طبعاً  
اصول سے حقیقت حال کا ستلاشی ہوا اصلی اور نسبی روایتوں کے جھوم میں کسفا و نوا  
کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

غزنیۃ الاصفیا اور مقتل التواریخ وغیرہ کتابوں میں لکھا ہے کہ حسین  
بن منصور کی کنیت ابو المغیث ہے۔ سکریستی شوق اور شویش میں انکا نظیر نہ تھا  
ضیع و لمیح زبان میں میثاکر ہیں تصنیف کی ہیں اور حقائق و اسرار معرفت کا بیان شوق  
مبارک تو لکھ گیا ہے۔

مگر وہ مسلخ جو اسے مخالف ہر کہتا ہے کہ ابن منصور کو نقوف سے لگاؤ و تکلیف نہ  
مگر ابن عطاء۔ عبد اللہ بن غنیف۔ شیخ شبلی۔ ابوالقاسم نصیر آبادی اور  
پیر علی محمد و مہر بخش جویری قدس اللہ اسراجہ وغیرہ انھیں قبول کرنے میں۔  
شیخ ابوالقاسم گرگانی۔ شیخ بوعلی فارمدی اور امام یوسف ہمدانی انھیں مخالف  
استاد ابوالقاسم قشیری وغیرہ اُنکے باہدیں مسکت ہیں

اور بعض نے انکو جادوگر کہا ہے۔ بعض ارباب ظاہر انکو کافر کہتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ وہ اصحابِ حلول سے تھے۔ لیکن جس شخص کے دماغ میں تو جیدگی ہو ہے وہ انکی نسبت الحاد اور حلول کا خیال ہرگز نہیں کر سکتا۔ چنانچہ شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جبکہ اُس شخص پر تعجب آتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے اقصیٰ میں ایک درخت سے اخیان اللہ کی آواز کو جازر کہتا ہے اور درخت کو بیچ میں نہیں ماننا پھر وہ کس لیے جازر نہیں کرتا کہ حسین سے صدائے انا الحق صادر ہوئی اور حسین درمیان میں نہیں تھا۔ حق سبحانہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے بات کی جسکی شہادت منطلق الحق علی لسانِ عمر سے ظاہر ہے۔ اسی طرح حسین کی زبان سے بھی بات کی تھی۔ یہاں طول بخانا الحاد۔

کہتے ہیں حسین ابن منصور نے۔ وئے زمین کی سیاحت کی تھی سولہ برس کی عمر تک شیخ عبد اللہ تستری کی خدمت میں رہے۔ پھر وہاں سے بغداد۔ بغداد سے بصرے۔ بصرے سے بدو حرقہ کو گئے اور وہاں اتھارہ مہینے تک ابو عثمان عمر مکی کی خدمت میں رہے اور ابو یعقوب الافطح کی بیٹی سے نکاح کیا۔

ابو عثمان نے خاتون میں ایک رسالہ لکھا تھا جسکو وہ بہت پوشیدہ رکھتے تھے حسین نے باعلان اُسے ممبروں پر پڑھنا شروع کیا۔ اُس میں راز کی باتیں بہت ملازک اور چھپیدہ تھیں مغلبن کی سمجھ میں نہیں آئیں اور اسوجہ سے ابو عثمان کی مخالفت اچھا شورا ہوا۔ اس بنا پر ابو عثمان عمر نے حسین سے ناراض ہو کر انکو طعہ کر دیا اور اُنکے حق میں بدو مالکی کہ انہی ایک شخص کو مامور کر جو حسین کے ہاتھ بانو کا لکھ

اور پچڑہائے۔

غزنہ وہاں سے ابن منصور بغداد میں آئے اور شیخ  
جفید سے کوئی سند پوچھا جس کا شافی جواب نہ ملنے پر تسترا کو گئے اور وہاں  
ایک سال تک رہے۔ انکی عادت تھی کہ اپنے باپ کے سامنے کسی کی بات کی عزت نہیں  
کرتے تھے اسوجہ سے لوگوں نے حاسدانہ مخالفت شروع کی۔ اسکے بعد خراسان  
کو گئے اور پھر وہاں سے پانچ سال تک مرقود انجیر رہے۔ اسکے بعد فارس میں  
آ کر نما میں تصنیف کر کے اہل اہواز کو معتقد بنایا۔ وہاں کی مخلوق نے ان کی  
یہاں تک عظمت کی کہ انکا نام طاج الاسرار رکھ دیا پھر بھارے کو گئے  
اور وہاں سے حرم شریف کا قصد کیا۔ جب حرم میں پہنچے تو وہاں ابو القاسم  
نخجوری نے انکو جادوگر مشہور کیا۔

پھر وہاں سے بھارے اور اہواز ہو کر ہندوستان کو آئے اور یہاں تک  
تک مخلوق کو ہدایت کرتے رہے پھر ماوراء النہر ہو کر چین کا سفر کیا۔

اُنکے واپس آنے پر اقصائے عالم سے جو لوگ اُنکے پاس خلوط بھیجتے تھے۔  
آپر مختلف نام ہوتے تھے۔ اہل ہند انکو ابو المعینٹ لکھتے تھے اور اہل چین  
ابو المعین۔ اہل خراسان ابو الحنیہ۔ اہل فارس ابو عبد اللہ۔ اہل مصر  
انکو مخیر کہتے تھے اور بغداد میں انکا نام اصطلح مشہور تھا۔

پھر مکے گئے اور دو سال تک وہاں مجاور رہے۔ جب واپس آئے تو انکا  
مال منقلب ہو گیا۔ مخلوق کو اُنکے ساتھ مخالفت پیدا ہوئی اور وہ پچاس تھہر تک  
سکھائے گئے۔

رشید عمر قندی کہتے ہیں ابن منصور نے چار سو صوفی ہمراہ لے کر حرمین کا سفر کیا۔ اتفاقاً راستہ بھول کر ایک جنگل میں پڑ گئے۔ جہاں کئی روز تک کھانا میسر نہیں ہوا۔ جب بھوک کی شدت حد سے زیادہ ہوئی تو لوگوں نے کھانا طلب کیا۔ ابن منصور نے کہا صاف ہانڈھ کر بیٹھ جاؤ۔ لوگوں نے تعمیل کی ابن منصور پس پشت ہاتھ لے جا کر دو گرم روٹیاں اور شیر بنج لائے۔

اور اسی طرح ہر مرتبہ دو روٹیاں اور شیر بنج لاتے گئے اور لوگوں کو تقسیم کرتے گئے۔ کھانے سے فارغ ہو کر لوگوں نے خرے طلب کیے۔ ابن منصور نے کہا مجھے درخت کی طرح ہاناؤ۔ جب لوگوں نے ابن منصور کو جنبش دینا شروع کی تو اس قدر خرے گرے کہ تمام آدمی کہا کر سیر ہو گئے۔

ماستے میں ابن منصور جس درخت کو پس پشت چھوڑتے اُس درخت میں فوراً خرے آجاتے اور لوگ کھا کر سیر ہوتے۔

ایک روز جنگل میں لوگوں نے کہا کہ ہمیں انجیر دیجیے۔ ابن منصور نے ہاتھ اٹھا کر ہوا میں سے تازہ انجیروں کا طباق اتارا۔ اور لوگوں کے سامنے رکھ دیا۔

ایک روز بچہ ابن منصور کے گرد پھر ہاتھ اٹھا۔ کسی شخص نے اُسکے ارٹنے کا قصد کیا ابن منصور نے کہا اسکو نہ مار دے تو بارہ سال سے میرا نیم بے اور میری گڈڑی میں اسکا اشیانہ ہے۔

جب نشہ وحدت نے غالبہ پکڑا اور فنا فی الفنا کے مرتبے پر پہنچے تو ہر وقت انا نحن کہنے لگے۔ اس پر لوگوں نے بڑا چچا کیا یہاں تک کہ خلیفہ بغداد کو



خبر پھنچائی۔ اور علمائے ظاہر نے اُنکے قتل پر دستاویز لکھی۔  
 محمد داؤد نام ایک شخص نے علماء و فقہار کی جماعت سے اُنپر خرد کج  
 یہاں تک کہ خلیفہ مفتی دربانہ عباسی کو اُنکے قتل پر آمادہ کر دیا۔

اس اثنا میں ایک روز ابن منصور شیخ جنید رحمہ اللہ کو دروازے  
 پر گئے اور کندی ہلائی۔ جنید نے کہا کون ہے۔ ابن منصور نے کہا انا ہوں۔  
 جنید نے کہا یہ نہ کہو ملکہ ہوا الحق کہو۔ حین نے کہا ہمہ اوست۔ لیکن تم  
 کہتے ہو کہ وہ گم ہوا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ حین گم ہوا ہے۔ وہ باقی اور  
 موجود ہے۔ جنید نے کہا تو بہت جلد اپنے خون سے دار کو سرخ کرے گا۔  
 ابن منصور نے کہا ہاں اُس روز جس روز کہ تو لباس باطن اُتار کر لباس  
 ظاہر پہنے گا۔

محمد داؤد کے گروہ نے قتل کا فتوے خلیفہ کے حضور میں پھنچایا۔ خلیفہ نے کہ جب تک  
 شیخ جنید ابن منصور کے قتل کا فتویٰ نہیں گئے جب تک میں قتل کی اجازت نہ دوں گا۔  
 اس سبب علماء مع ہو کر شیخ جنید کے پاس گئے اور ابن منصور کے قتل کی  
 اجازت چاہی۔

شیخ جنید نے جامعہ صوفیہ اُتار اور علماء کا لباس پہن کر خانقاہ سے دار القضا  
 میں آئے اور وہاں محضر پر کھائیں محکم بالظاہر یعنی ظاہر پر حکم کرتا ہوں  
 اور فتوے ظاہر پہے۔

غرض کہ جنید کے دستخط ہونے کے بعد علماء و فتوے کو علی بن عیسیٰ وزیر کے  
 پاس لے گئے۔ وزیر نے ابن منصور کو طلب کر کے قید خانے بھیج دیا۔ اور

وہ ایک سال تک قید میں ہو رہاں بھی مخلوق اُسے پاس آمد و رفت رکھتی تھی۔ آخر مخلوق کو مخالفت ہوئی اور پانچ مہینے تک اُسے پاس کوئی نہ جاسکا مگر ایک تہہ ابن عطا اور ایک مرتبہ عبداللہ بن خنیف۔

کہا ہے جس روز ابن منصور کو قید کیا اُس شب یہ وہ غائب ہو گئے۔ ہر چند جستجو کی نہیں ملے۔ دوسری شب میں قید خانہ بھی غائب ہو گیا۔ مگر قیسری شب میں قید خانہ اور ابن منصور دونوں اپنی جگہ پر موجود تھے لوگوں نے سوال کیا کہ دو رات آپ کہاں رہے۔

ابن منصور نے کہا بھلی شب میں میں حضرت خنیس بن حذافہ کے پاس تھا اور دوسری شب میں حق میرے پاس تھا اسی سبب سے قید خانہ بھی غائب ہو گیا تھا اب مجھے حفظ شریعت کے واسطے پھلانگے ہیں۔

کہتے ہیں کہ تین۔۔۔ تین بی بی قید تھیں۔ ایک شب میں ابن منصور نے قیدیوں سے کہا۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں قید سے آزاد کروں۔ قیدیوں نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے تم خود قید میں ہو ابن منصور نے کہا میں رسول کی شریعت اور خداوند کی زنجیر میں قید ہوں۔ اگر چاہو تو ایک اتار سے میں تمہاری بیڑیاں کھول دوں۔ یہ بکھر اٹھکی سے اشارہ کیا۔ تمام قیدیوں کی زنجیریں اور بیڑیاں علحدہ ہو کر گر پڑیں قیدیوں نے کہا اب ہم باہر کیونکر نکلیں۔ قید خانے کا دروازہ جوبند ہے۔ ابن منصور نے دوسرا اشارہ کیا جس سے دیوار میں ایک درجید ظاہر ہو گیا کہا اس میں سے نکلیاؤ۔ قیدیوں نے کہا تم کیوں نہیں چلتے۔ ابن منصور نے کہا خدا کے ساتھ میرا ایک راز ہے جو دار پر ظاہر ہو گا۔

انہی سے اس سال اور دافقہ پانچ مہینے تھے۔

اگلے بعد قیدی تو چلے گئے اور علی اصباح قید جانے کے محافظ آئے اور ابن منصور سے دریافت کیا کہ قیدی کہاں گئے۔ ابن منصور نے کہا میں نے کبھی نہیں دیا۔ انھوں نے کہا پھر تم یہاں کیوں گئے۔ ابن منصور نے کہا خدا کا مجھ پر عتاب ہو اور وہ رضا مند جب تک کہ جب میں دار پر پھنچوں۔

جب یہ قصہ خلیفہ کے کان تک پہنچا تو اُس نے کہا ایسے شخص کو زندہ رہنے سے فتنے اٹھیں گے جتنے کہ قتل کیا جائے یا مار پیٹ کے ذریعے سے اس قدر تہیہ کی جائے کہ وہ ان امور سے باز آئے۔ پھر اس کو قید خانے سے نکال کر منظر عام میں لایا گیا اور کہاں مارا گیا۔ لکڑی کی ہر ضرب پر صیغہ آواز آتی تھی یا ابن منصور کو کتنے ہذا معراج الصلین اور ابن منصور ہر لکڑی پر اناحق کا نعرہ لگاتے تھے۔ پھر اس کو دار کی طرف لے گیا۔

بیشمار مخلوق کا جھوم ساتھ تھا جسے دیکھا۔ وہ کہتے تھے حق حق اناحق۔ ایک درویش مخلوق کے جھوم سے ٹکرا ابن منصور کے پاس گیا اور سوال کیا کہ عشق کیا چیز ہے؟ ابن منصور نے کہا آج دیکھو کل دیکھو اور پرسوں دیکھو۔ یعنی آج مجھ کو قتل کریں گے۔ کل جلاؤں گے اور پرسوں میری خاک برباد کریں گے۔ یہی عشق ہے۔

ابن منصور تیرہ دن دزدنی سہنگراں میں جکڑے راہ میں اکڑتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ لوگوں نے کہا تم نے یہ طرز خرام کیوں اختیار کی۔ جواب دیا معراج کو جانا میں۔

باب بیا الطاق کے سلسلے دار کے قریب پھنچے تو اول دار پر بوسہ دیا

اور پھر سیر ہی پر یا نور رکھا۔ مریدوں نے دریافت کیا کہ چار سے اور منکرین کے حق میں کیا ارشاد ہے۔ ہم معز ہیں اور وہ منکر آپ کے پیروار تھے پھر جواب دیا منکرین کے لئے دو صواب ہیں۔ "تمہارا واسطہ ایک اس لیے کہ حکومتیہ ساتھ حسن ظن ہے اور وہ توحید کی قوت اور عزت کی سختی سے ہمیں پھر رہ رہتے ہیں۔

یہ مکمل سیر ہی پر چڑھ گئے۔ اس اثنا میں شیخ شہنشاہی اس بھی گئے اور بلند آواز سے کہا اَلَمْ تَخْلُقْ عَنِ الْعَالَمِينَ چہرہ پر ہمارا لتعريف ابن مسعود نے کہا اے اللہ تبارک و تعالیٰ ہے برقم دیکھتے ہو اور بلند مقام پر تہا ہے بے رستہ نہیں ہے۔

پھر شخص نے کچھ تہہ سے تہہ کے شیخ شہنشاہی سے بھی بات شروع کر لی۔ ایک بھول مارا جس کے مدد سے ابن طلح نے وریا کی تسلی سے کہا۔ اب بول تمہارے تہہ ہمارے ہیں تم آئنا نہیں کرتے آخر اس کے سبب تو کہ میرا ایک بھول سے جلا اٹھے۔ ابن مسعود نے کہا۔ لوگ تو اب دنیا کی کچھ نہیں جانتے۔ مگر تو محرم راز ہوا۔ ایلنے تمہارا بھول پھر کے مثل ہے۔ اور دوسروں کے پھر بھول کے مثل۔

اس کے بعد ان کے دونوں ہاتھ کاٹنے تو منہ لگے۔ چہرہ انوکھا کرنے سے انوکھا میرے اس دوسرے ہاتھ میں جسے عالم کا سر ایک قدم میں سے ہوتا ہے پھر دونوں کٹے ہوئے ہاتھ اپنے منہ اور بازو پر لٹ۔ پھر کہا۔ فن جاری ہے میرا منہ زرد ہو گیا ہوا لیکن تم ہرگز یہ گمان مجھ پر نہ کرنا کہ میرے منہ کی دنی مرنے کے

خوف سے ہے۔ خون میں اس لئے منہ پر ملا ہے کہ سر خروئی حاصل ہو۔  
 لوگوں نے پوچھا باز دوں کو خون میں آلودہ کرنے کے کیا معنی ہیں۔ کہا ناما عشق  
 کے واسطے وضو کرتا ہوں رکھتا فی العشق لا یصح وضو تھا **الدم**  
 اس کے بعد جب دونوں آنکھیں نکالی گئیں تو حلق میں قیامت برپا ہو گئی۔  
 گریہ وزاری کا شور مبلند ہوا۔ پھر جب جاہک زبان کاٹیں تو انہوں نے  
 کہا ذرا صبر کرو۔ میں ایک بات کہتا ہوں۔ پھر آسمان کی طرف منہ کر کے کہا  
 الہی جو لوگ تیرے واسطے مجھے دکھ پہنچاتے ہیں انکو بے نصیب اور محروم  
 سمجھنا۔ اگر میرے ہاتھ کاٹیں تو تیری راہ میں کاٹیں اور اگر میرا سر تن سے جدا  
 کریں تو تیرے جلال کے مشاہدے میں۔

اس کے بعد ان کے ناک کان کاٹ کر پھر مارے۔ آخر بات ابن صفو  
 کی زبان پر یہ تھی حب الواحد افراد الواحد حب الواحد افراد  
 الواحد اور یہ آیت پڑھتے تھے لیستعجل بہا الذین لا یؤمنون بہا  
 والذین آمنوا مشفقون منها ویعلمون انہ الحق۔ ایک  
 بعد زبان کاٹی گئی۔ شام کے وقت خلیفہ کا سر مان آیا کہ سر تن سے جدا  
 سمجھا جائے۔ سر کھٹتے وقت قہقہہ مارا اور روح تن سے مفارقت کر گئی۔

اس وقت ہر ایک جو زندہ سے انانیت کا خوش پیدا تھا۔ پھر بندہ جدا  
 کیا۔ یہاں تک کہ سو اے گردن اور پشت کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ اسی طرح گردن  
 اور پشت سے آواز انانیت آتی تھی یہاں تک کہ خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا تھا  
 اُس سے خود بخود انانیت کہہ جاتا تھا۔ اسی معنی میں حافظ شیراز

فرماتے ہیں ۵

کنہ نقش الناحی بر زمیں خوں چو منصور ارکشی بر وارم شب  
دوسرے روز تمام اعضا جلائے گئے تو خاکستر سے بھی آواز اناحق آتی تھی  
تیسرے دن جب راکھ دریا میں ڈالی تو بانی سے بھی صدا سے اناحق بلند  
ہوئی۔

کہتے ہیں کہ ابن منصور نے اپنے قتل سے پشتر ایک خادم سے فرمایا تھا  
کہ جب میری خاک دریا میں ڈالیں گے تو خوف ہے کہ جوش طوفان سے کہیں  
بغداد نہ برباد ہو جائے۔ جب دریا میں جوش پیدا ہوا تو میرا خرقہ دریا پر  
لے جانا اور کہنا کہ حسین عتزل کے خرقے کی برکت سے جو خدا کے نام پر  
قتل ہوا ہے ٹھہر جا۔

چوتھے روز دریا کا پانی بڑھا۔ اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ شہر کی دیواروں  
تک پہنچ گیا۔ مخلوق نے داویلاست روح کی اور خلیفہ بھی پریشان ہو گیا۔  
جب خادم نے دیکھا کہ شہر غرق ہوا چاہتا ہے تو وہ حسین کا مختبر لیکر دریائے  
کنارے پہنچا اور وصیت کے موافق عمل کیا تب کہیں جا کے پانی کا جوش خیرا  
اور حسین کی خاک جو اسوقت تک پانی کے سطح پر اناحق کی لو لگا رہی تھی ساکت ہوا  
مردوں نے خاک کو جمع کر کے قبر میں دفن کر دیا۔

موسوی محمد حسین خاں صاحب نے خدا جانے فارسی کی کس کتاب کے حوالے سے جبکہ  
ہام نہیں کہا قصہ اصحاب کعب کے خاتمے پر ابن منصور کی نسبت روایت لکھی ہے  
کہ ایک روز ہمیں لعین کسی مجلس میں شہید قدس سے مت دو چار ہوا۔

جنید نے کہا اے ملعون تو خلق خدا کو کس لئے گمراہ کرتا پھرتا ہے۔ ابلیس نے  
 جواب دیا کہ تجھے دیدہ و دانستہ منصور کے قتل کا فتویٰ دیا اور خدا کا خوف بھلا  
 یہاں سے کنار شیخ جنید انھوں نے انسو بھولائے اور کہا ابلیس تو سچ کہتا ہے۔  
 مگر میں منصور کے قتل کا فتویٰ خدا کے حکم سے لکھا ہے۔ جب اہل بغداد نے  
 جمع ہو کر علماء سے ابن منصور کا حال بیان کیا اور نستوی کی درخواست کی تو علماء نے  
 کہا جب تک جنید قتل کا فتویٰ مذہبی کے جہک ہم معذوریں۔ آخر کار سب لوگوں نے  
 مجھے کہا میں نے اولین مہینے تک ابن منصور کو قید رکھا۔ اور جب کچھ فائدہ  
 نہ پہنچا تو مجبور ہو کر ایک شب کو غسل کیا اور سر پر منہ ہو کر خلوت میں دعا کی  
 کہ اے میرا ان کے راہ بتانے والے میں خلق کے ہاتھ سے بہت تنگ ہوں  
 لوگ مجھے منصور کے قتل کا فتویٰ چاہتے ہیں اور میں خوب جانتا ہوں کہ کلمہ الحق  
 منصور نہیں کہتا۔ پھر کوئی نکر ایک بے گناہ کے خون کا فتویٰ لکھوں۔ اے اللہ  
 مجھ عاجز کو راہ بتا۔ ایک ساعت گزری تھی کہ میرے کان میں آواز آئی۔ اے  
 جنید شریعت کی رعایت اور دین و ملت کی بقدار ضرور ہے۔ لازم ہے کہ  
 منصور کے قتل کا فتویٰ دے۔ کیونکہ مہینے قین روز سے ستر ہزار فرشتوں کو  
 منصور کی روح کے استقبال کے واسطے دنیا کی طرف بھیجا ہے۔ اے جنید  
 کچھ اندیشہ نہ کر۔ میرے سبب ہمارا دوست ہم تک پہنچ جائے گا۔

اے ابلیس جب مجھ کو رب العالمین کا یہ حکم ہوا تو میں نے رتا  
 کی گھڑیاں گنتی شروع کیں۔ آخر کار صبح ہوئی تو نماز پڑھی اور سپرین پہن کر  
 علماء کی مجلس میں حاضر ہوا۔ وہاں بغداد کے سب عالم جمع تھے۔ مخلوق کا ہر چہ

منصور بھی وہاں موجود تھے۔ تین مرتبہ میرے ہاتھ سے قلم گر پڑا اور شدت گریہ وزاری سے فتویٰ لکھنا مشکل ہوا۔ منصور نے جو مجھے روئے دیکھا تو میرے سامنے آئے اور سلام کے بعد کہا کہ اے خواجہ مات کی بات یاد کر۔ اب کیونکہ میرے معاملے میں تاخیر کرتے ہو۔ آخر کار چوتھی مرتبہ نے قلم اٹھا کر فتویٰ لکھا۔ لوگ منصور کو کہہ کر میرے سامنے سے باہر لے گئے۔ اور میرا یہ حال ہوا کہ چالیس روز تک باہر نہ آیا اور عہد کیا کہ اب کبھی نہ پریس پینوں گا۔ نہ دستار باند بنیگا اور نہ کبھی فتویٰ لکھوں گا۔

اسکے بعد حضرت عیند نے اہلس سے دریافت کیا کہ جس روز منصور قتل ہوئے ہیں اس روز تو کہاں تھا۔

اہلس نے کہا میں وہیں موجود تھا۔ جب میں نے صد کیا کہ سولی کے قریب جاؤں تو منصور نے پنج مار کر کہا کہ میرے پاس نہ آ۔ دور سے تماشا دیکھو۔ اے جنید کئی ہزار فرشتے منصور کی روح کو مبارکباد دینے کے واسطے آئے تھے اور بیشک کے میوے کثرت سے لائے تھے۔

منصور کو جوقت دار پر لکھا ہوا تھا، برابر اناجی کھے جاتے تھے۔ جو عضو کاٹا جاتا تھا اس سے اناجی کی آواز آتی تھی۔ غل کا جو قطرہ زمین پر ٹپکتا تھا اناجی کی صدا دیتا تھا۔ مخلوق کے انہوہ کشیدہ دم غمغیر پر بیخودی و حیرت چھائی ہوئی تھی اور اگر کسی کے ہوش حواس درست تھے تو اس کو گریہ وزاری سے فرمت تھی۔ ابن منصور کی ہمتیہ برقع پہنے ہوئے سامنے سے آئیں۔ مخلوق نے جگہ دی وہ سبکی پر کھڑی زار و قطار روتی تھیں اور منصور کی طرف دیکھ کر کہتی تھیں۔



واصل الحق الحق (حق حق سے لگیا) مسعود اس وقت دار پر تھے کہ بہن پر نظر پڑی۔ کہا جانِ برادرِ رونا تو جدائی میں چاہیے نہ وصال میں۔ رونے دھونے کو چھوڑا۔ اس لیے کہ تمہارا بھائی اپنے دوست سے ملا اور غم سے نجات پائی۔

ابلیس نے کہا اے جنید میک اس وقت تک وہاں موجود تھا جو وقت اُس نے اُٹھنا جدا کیے جاتے تھے۔ جب چٹھری سے اُنکی زبان کاٹی گئی تو مجھے نرا لگیا اور وہاں سے چل دیا۔ اُنکی روح قالب سے پرواز کر گئی اور فرشتوں کے مجمع سے شور میند ہوا کہ دوست اپنے دوست سے ملا۔ ابلیس یہ بات کہہ کر حضرت ضیئہؑ سے رخصت ہوا اور سیطر چل دیا۔

شیخ عباس طوسی کہتے ہیں کہ عروہؑ قیامت میں حسین بن منصور زنجیروں سے بندھے ہوئے آئیں گے۔ اگر کھلے ہوئے آتے تو انتہائی سوزشِ عشق سے تھلک ڈالتے۔

حسین کے قتل کے بعد شیخ شبلیؒ نے انہیں خواب میں دیکھا۔ چچا خد نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ ابنِ منصور نے کہا مجھے بیگم مقلدِ صدق میں لے گیا اور اکرام کر کے کہا کہ تیرے قاتلوں اور چھروار نے دالوں کے ساتھ کیا معاملہ کروں۔ حسین نے کہا اُن پر رحمت کر کہ دونوں معذور ہیں۔

شیخ شبلیؒ فرماتے ہیں کہ جب حسین دار پر پہنچے تو ابلیس نظر آیا اور سوال کیا کہ ایک انسانیت میں کبھی اور ایک تو نے۔ میں نے انا خیر کہا اور تو نے انا حق۔ میں ملعون ہوا اور تو مرحوم اسکا سبب کیا ہے؟

ابن منصور نے کہا تو نے انا اپنے واسطے استعمال کیا اور میں حق کے واسطے۔ تو خود میں ہے اور میں حق میں۔ بس یہی امر میرے اور تیرے مراتب میں فرق کا سبب ہے۔

سفنۃ الاولیاء اور نفحۃ الانس میں لکھا ہے کہ ۳۰۰ میں جو بیویں ذقیف کو شہنہ کے روز ابن منصور قتل ہوئے تھیں ان کے سال کی عمر پائی۔ مگر صاحب مخبر الوصلین نے قطعہ تاریخ میں دو مختلف سکنے مادے لکھے ہیں۔ ایک سے نو شہنہ برآمد ہوتے ہیں جن میں جملہ موزین کا اتفاق ہے مگر دوسرے مادے سے شہنہ نکلتے ہیں۔ غالباً انھیں دونوں روایتیں چھپیں ہوئی۔

### قطعہ تاریخ از مخبر الوصلین

شاہباز ہوا سے عالم نور بست و چارم ز ماہ ذقیف و سایح عاشورہ و شہنہ بدای نور و مغت سال عمرش بود سال تاریخ قتل آن مغفور محنت تاریخ فصل اول قتل	ہست بیشک حسین بن منصور بود کمان مہ بہ برج عدن شد رو قیاس باتفاق جہاں کاں زماں زین ضعیف شد صیغہ محنت (مقتول بلکہ مشہور بود علاج مو حق کامل +
--	--

صاحب مفاتیح التواریخ نے بھی ابن منصور کے حال میں مخبر الوصلین سے یہی طبع پانچواں شعر جو ذکر نقل کیا ہے اور چھپے شعر کے مصرع آخر کے پہلے بجائے شہنہ کے غلطی سے شہنہ لکھ دیے ہیں۔ اور قطعہ شروع کرنے سے



محفوظات و مضامین اور وصایا اور کلمات  
قدسیہ اور آخرین ترجمہ سرائیہ لغات فہرست  
سیر الطاہرین شیخ شہاب الدین مہروردی روضۃ  
علیہ کا مکمل کتاب

اسناد و تشریحاً درج ہیں  
و طائفہ خوشیہ۔ اس کتاب میں ممدوح  
جو کہ نام علی بن حضرت محبوب پاک رضی اللہ  
کے صفحہ درج ہیں۔

پہلے سالانہ امتحان کے نتیجے میں

اس کے علاوہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ کتاب جو کہ

حکیم شریف باصوبہ ۷۷۵  
 مصنف کا مجرور  
 گلزار الوصفت حدیث الہامیہ مصنفین ہیں  
 تان حرف دنیا ہر کل ملو تاکہ ذخیرہ  
 و غیر العقبی فی تہما مجس لایحفظ  
 سیر فلک آسمان کی کجری و غیوٹان  
 غت غیر ترقیہ فائز علی الدین اب حوی  
 خیر اجماعین فی مشن ملت شام  
 فتوحات اسلام پر حکماں و وہ بہ ہر وقت  
 و ہر بادینہ و ہر دلا کا دفعہ  
 مالہ غنا مفتیہ مشہور دیوان  
 نای ایمان غنی دیوان ہر غنی  
 و مکی کی کار یہ جرد و سا جاو  
 بارہ عم و الم و یقل و ہر حیددی کاغذ  
 مائلی اغیروں پر جو بنم حق تانی

مکتوب شریف حکیم حدیث الہامیہ  
 متنی انداز میں صاحب حکیم سہیلی نے دیا  
 کے تجزیہ ہو گیا اور جن حرفوں کے اعلیٰ  
 اسوت کی خلاف چلا آنا و اس کا قول فیصل  
 کے کلام سے کہ ہے اور جن جن صاحبوں نے  
 اس فن میں ایجاب کیا ہے ان کی شہادت  
 لکھی ہے۔ اس کے علاوہ میں ہم کی تائید  
 کی مفصل کہیت ہے۔ اس کے متعلق اور اس کی  
 شان میں اساتذہ کے کلام سے کہ ہے جس  
 حیرت میں ہو اس کو کہہ سکتے ہیں جو اخرا مان  
 کہتے ہیں ان کی تائید میں مفصل کہیت لکھی ہے  
 حدیث میں وہ ہر ایک الفاظ تائیدی لکھے  
 ہیں حاصل جو چاہو  
 حدیث میں جو چاہو  
 نادول الحاشیہ ترجمہ اردو

ایس ابن علی شجر اخباریہ زیر علم اولیاد

و اسے سند اس بات کے کہ یہ کتاب بھی ہوئی  
 علی مطلع العلم۔ اسباب انیز علم اولیاد کی ہو  
 مہر ہر شب کی گئی۔



